تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱ر

قیمت پیشگی [illegible] بیرون ہند [illegible]

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی ✽ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۵۹ | مورخہ ۲۹ر جنوری ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۱ر جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے باوجود گلے کی تکلیف کے خطبہ جمعہ خود ارشاد فرمایا۔

بعد جمعہ مجلس ارشاد کا جلسہ زیر صدارت جناب مفتی محمد صادق صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل نے آتھم کے متعلق پیشگوئی پر اردو میں۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے عربی میں روح کی حقیقت پر اور برادرم محمد عبد اللہ طالب علم ہائی سکول بن جناب ذوالفقار علی خان صاحب نے انگریزی میں تناسخ پر تقریریں کیں۔ اخیر میں جناب مفتی صاحب نے تقریروں پر ریویو کیا۔

تبلیغ میں کامیابی کا ایک گر

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی تحریک پر جن مقامی اصحاب نے ہر ماہ میں دو دن تبلیغ کے لئے وقف کرنے کا عہد کیا ہے۔ اور جن کی تعداد ۳ تک پہنچ چکی ہے انہیں تبلیغ کے لئے روانہ کرنے سے قبل ۲۳ر جنوری بعد نماز مغرب جناب ناظر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پیش کیا۔ حضور نے انہیں مخاطب کر کے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

میں نے ایک گذشتہ جمعہ میں تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ تبلیغ کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں اس خطبہ کی تعمیل کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے دفتر دعوت نے تحریک کی ہے۔ اور جن کے نام اس وقت پڑھے گئے ہیں۔ ان کی نسبت مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ

مہینہ میں دو دن

تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے لگایا کرینگے۔ میرے نزدیک مہینہ میں دو دن کا دینا پاس پاس کے گاؤں کے لئے تو مفید ہو سکتا ہے لیکن دور کے گاؤں کے لئے نہیں اسی طرح دو دن کا عرصہ ایسے گاؤں کے لئے تو مفید ہو سکتا ہے۔ جہاں کے لوگوں نے احمدیت کے متعلق بہت کچھ سنا ہوا ہے۔ مگر جن دیہات کے لوگوں نے کچھ نہیں سنا۔ وہاں چند گھنٹے یا ایک دن تبلیغ کرنا کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ہاں دو دن کا عرصہ کسی وقتی ضرورت اور خاص تجویز کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہی تجویز مفید ہو سکتی ہے جو میں نے بتائی تھی کہ

سال میں پندرہ دن

ہر احمدی تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ اپنے ضلع کے کسی مقام پر جانے کے لئے اگر ایک دن جانے اور ایک دن آنے کا رکھ لیا جائے۔ تو ۱۳ دن قیام کے لئے نکل سکتے ہیں اور اس عرصہ میں ایک گاؤں میں رہ کر بہت کچھ سنایا جا سکتا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس کا نیک نتیجہ نکل سکتا ہے اگر تیس چالیس آدمی پاس پاس کے تیس چالیس گاؤں میں پندرہ دن کے لئے پھیلا دئے جائیں۔ تو ایسی زبردست تحریک پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ بہت سے لوگوں کے لئے اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے۔ یہ تو اس تحریک کے متعلق میری رائے بیان کی ہے:۔

اب وہ جنہوں نے اس وقت اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے پیش کیا ہے۔ ان کے کام کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔ میرے نزدیک تبلیغ کے لئے اتنی ہدایات مفید رہتی ہیں کہ سوائے خاص حالات میں کوئی ہدایت دینے کے یہ بات ایک رسم سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی کہ

مبلغین کے جانے پر تقریر

کی جائے لیکن میں اسوقت رسم بنانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک خاص نقص جو تبلیغ کرنیوالوں میں پایا جاتا ہے اسکی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:۔

دنیا کے جتنے کام ہیں۔ ان میں دو قسم کے انہماک ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس کام میں لذت [illegible] شروع ہو جاتی [illegible] اس کے نتائج کی طرف خیال رہتا ہے بعض لوگ کہا کرتے ہیں ہر کام کو اسکی خاطر کرنا چاہیئے۔ یہ بہت اچھا اصل ہے۔ مگر بعض اوقات اس کا نہایت خطرناک اثر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک اسلام بلکہ

سب مذاہب کی تباہی

کی یہی وجہ ہے۔ کہ مذہب کے لئے جو کام کیا گیا وہ لذت اور سرور کے لئے کیا گیا۔ اور اس کام کے نتائج کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی وجہ سے مولوی۔ پنڈت اور پادری اپنے اپنے مذہب کی تباہی کا باعث ہوئے کہ مذہبی بحثیں انھوں نے لذت کے لئے کیں۔ انکو یہ مدنظر رہا کہ کس طرح مقابل فریق کو زک دیں۔ انکی یہ کوشش رہی کہ ہر بات پر اس کو ذلیل کریں۔ اس کا یہ تو نتیجہ ہو سکتا ہے کہ مجلس خوش ہو جائے لوگ واہ وا کر دیں۔ مگر مخالف کو ہدایت نہیں نصیب ہو سکیگی اسمیں ضد اور عداوت اور بڑھ جائیگی۔

تبلیغ میں کامیابی

حاصل کرنے کیلئے یہ بات مدنظر ہونی چاہیئے۔ کہ مخالف کو ہدایت دینی ہے۔ اگر یہ مدنظر نہ رہے تو گو بحث و مباحثہ میں فتح تو ہوگی مگر وہ حقیقی فتح نہیں ہوگی۔ مثلاً یہ

ایک موٹی مثال

ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ ہمارے مذہب کی تعلیم ہے۔ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دو۔ اب اگر کسی عیسائی سے بحث ہو رہی ہو۔ اور بحث کرنیوالا عیسائی مناظر کے منہ پر تھپڑ مارے۔ اور جب وہ اعتراض کرے۔ تو کہے کیا یہی تمہاری تعلیم ہے۔ اسوقت اگر لوگ سنجیدگی اور متانت کو چھوڑ کر بحث سننے میں مشغول ہونگے تو کہینگے کیسی عمدہ دلیل ہے مگر عیسائی جس سے اسلئے بحث کی جا رہی ہوگی کہ وہ مسلمان ہو جائے وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسکی توجہ اس دلیل کی طرف نہیں ہوگی بلکہ اس تھپڑ کی طرف ہوگی۔ جو اسکو مارا گیا۔ اس درد کی طرف ہوگی جو اسے ہو رہا ہوگا۔ اس ذلت کی طرف ہوگی جو اسے پہنچائی گئی تو بعض دلیلیں زیادہ زبردست اور موثر ہوتی ہیں دوسروں کیلئے مگر جن کو ہدایت کی طرف لانا مقصود ہوتا ہے۔ ان کیلئے نہیں ہوتیں انکی بجائے معمولی بات ان کیلئے موثر ہو جاتی ہے۔ پس تبلیغ کے لئے نکلنے [illegible] ہر ایک مبلغ کو یہ بات مدنظر ہونی چاہیئے کہ

لوگوں کو ہدایت کی طرف لانا

ہے۔ نہ کہ بحث کرنی ہے اس کیلئے تمہارا چپ رہنا یا نرمی سے بولنا یا کم بولنا اگر مفید ہو سکتا ہے تو وہ ہزار درجہ بہتر ہے بہ نسبت بولنے یا زیادہ بولنے یا زور سے بولنے کے۔ جو صرف لوگوں کیلئے لذت کا باعث ہو۔ اور کسی کو ہدایت کی طرف لانے میں ممد نہ ہو۔ جب تمہارے اندر یہ جذبہ یہ احساس اور یہ خواہش پیدا ہو جائیگی کہ ہمارا کام دوسروں کو ہدایت دینا اور راہ راست پر لانا ہے تو تمہاری معمولی معمولی باتیں ان کیلئے نہایت موثر اور مفید ثابت ہونگی۔ دیکھو مسمریزم کیا ہے۔ یہی کہ ایک خیال دوسرے کے متعلق جا کر اسپر زور دیا جائے مسمریزم والا ایک چھوٹا احساس پیدا کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ فلاں سو گیا۔ اور اسپر زور دیتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سو جاتا ہے یا یہ کہ فلاں کا جسم بے حس ہو گیا۔ اور وہ بے حس ہو جاتا ہے یا یہ کہ فلاں کا بخار اتر گیا اور وہ اتر جاتا ہے۔ یہ سچا احساس نہیں ہوتا۔ بلکہ واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ یہ بناوٹی اور عارضی احساس ہوتا ہے جو ادنیٰ ضرورت کے ماتحت پیدا کیا جاتا ہے۔ مگر جب اسکو تسلیم کر لیا جاتا۔ اور اسپر زور دیا جاتا ہے تو دوسرے میں تغیر پیدا کر دیتا ہے اس سے اندازہ کر لو کہ اگر اپنے دل میں

سچا احساس

پیدا ہو جائے۔ تو وہ کیسے نتائج پیدا کریگا۔ حضرت مسیح موعود ایک بزرگ کا واقعہ سناتے تھے۔ ایک شخص تھا۔ جو اس خیال سے مسجد میں آ بیٹھا کہ لوگ مجھے نیک اور پارسا کہیں۔ مگر وہ جس قدر بھی ریاضت کرتا۔ اس کا کسی پر اثر نہ ہوتا۔ بلکہ لوگ اسے یہی کہیں کہ یہ ٹھگ اور ریاکار ہے۔ سات سال اسی طرح گذر گئے۔ آخر اسے خیال آیا کہ اسقدر مدت میں نے خدا کو دھوکہ دیا جس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آج خدا کو خوش کرو۔ یہ خیال کر کے اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اور دعا کی کہ اے خدا میں تیرے لئے سچے دل سے عبادت کرتا ہوں۔ اس سے اسمیں ایسا تغیر ہوا۔ کہ جب وہ نماز کے بعد مسجد سے نکلا۔ تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا یہ تو بڑا بزرگ اور بڑا پارسا ہے۔ گویا جس دن اس نے اپنے قلب میں تغیر پیدا کیا اسی دن خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں تغیر پیدا کر دیا:

پس تبلیغ میں کامیابی کے لئے اپنے دل اور قلب میں یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ لوگ ہدایت پا جائیں۔ دیکھو نبی جو کامیاب ہوتے ہیں وہ بحثوں سے نہیں ہوتے حضرت مسیح موعود کہاں ہر جگہ بحثیں کرتے پھرتے تھے۔ بلکہ

انبیاء کو اُن کا احساس کامیاب کرتا ہے

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ رسول کریم کی نسبت فرماتا ہے۔ لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین۔ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ جوش کہ لوگ مومن بنجائیں۔ اسقدر بڑھ گیا ہے کہ قریب ہے کہ اپنی جان کو نقصان پہنچالے۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ آپ کے دل میں کس قدر درد پیدا ہو گیا تھا۔

تبلیغ میں کامیابی کا گُر

یہی ہے کہ انسان اس درد کو لیکر نکلے۔ اور یہ عزم ہو کہ لوگوں کو منوا لینا ہے جب کوئی اس طرح نکلتا ہے تو بڑی بڑی باتیں منوا لیتا ہے۔ اور جو لوگ اس رنگ میں نکلتے ہیں۔ ان کے متعلق دیکھا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ عالموں کی نسبت جن کے مباحثوں میں لوگ واہ وا کرتے ہیں زیادہ لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ پس جب مبلغ کے دل میں یہ احساس ہو کہ کیوں لوگ حق کی طرف نہیں آتے۔ کیوں گمراہ ہیں تو پھر جو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ جنوری ۱۹۲۴ء

"سیاست" کی بطالت

"رازونیاز" کے کرشمے

نمبر (۳)

"سیاست" کی شان بےنیازی

گذشتہ صحبت میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترکِ موالات کی مختلف مدات کے متعلق جو مشورے دئے تھے۔ ان پر کس طرح چار و ناچار عدم تعاونیوں کو عمل پیرا ہونا پڑا۔ اور کیونکر انہوں نے اپنی اختیار کردہ راہ کو تباہ کن سمجھکر اس کو چھوڑ دیا۔ اسی امر کی طرف ہم نے اپنے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں مجملاً جو اشارہ کیا تھا۔ اسکی نسبت "سیاست" اپنی شان بے نیازی کا اس طرح اظہار کرتا ہے کہ:۔

"خدا کی شان عدم تعاون کے مختلف شعبے اور ان کے متعلق مشورے دیں۔ جناب مرزا محمود انگریزوں کو یاجوج ماجوج قرار دینے والے دجّال سے ریل مراد لینے والے۔ اس میں سوا ہو کر حکام کی دہلیزوں پر سجدہ ریز ہونیوالے دفتری حکومت کے عہدہ داروں کی خدمت میں سپاسنامے پیش کرنیوالے۔ آزادی افغانستان کو اپنے آقا کی پیشگوئی کے خلاف سمجھ کر آتش غیظ وحسد میں جلنے والے۔ قادیانی عدم تعاون کی فلاسفی کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ جن کا شیوہ حکومت پرستی ہو۔ جو اولی الامر منکم کا مصداق نئی عربی صرف نحو کے ماتحت انگریزوں کو سمجھتے ہوں۔ وہ کیا جانیں کہ ترک موالات کیلئے کن مشوروں کی ضرورت ہے۔ اور کونسے مشورے ایسے ہیں۔ جو ترک موالات کے حق میں مفید ہو سکتے ہیں۔"

گورنمنٹ انگریزی۔ ہم اور پیروان گاندھی

اس بیہودہ سرائی میں افغانستان اور بغداد کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کی نسبت تو ہم اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ محض اس جوش جنون کا نتیجہ ہے جس نے "سیاست" کو حق کی مخالفت پر آمادہ کیا ہے رہی باقی باتیں۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ "یاجوج ماجوج" اور "دجال" کی کسی چیز سے فائدہ اٹھانا کوئی ناجائز بات نہیں۔ اور نہ ان حکام کی خدمت میں سپاسنامے پیش کرنا گناہ ہے۔ جن کی اطاعت کا حکم اسلام دیتا ہے اور جن کو ہم اولی الامر منکم کے ماتحت سمجھتے ہیں۔ لیکن "سیاست" ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر تو دیکھے۔ کہ وہ اور اسکے پیشوا کیا کر رہے ہیں۔ کیا اسے معلوم نہیں۔ علی برادران کے سردار اور مقتدا مسٹر گاندھی انگریزوں کی حکومت کو "شیطانی حکومت" قرار دے چکے ہیں۔ اور ان تمام چیزوں کو جو گورنمنٹ انگریزی کے طفیل اہل ہند کو میسر ہیں۔ مثلاً "ریل۔ تار۔ ڈاک" وغیرہ وغیرہ انکو "شیطانی کام" فرما چکے ہیں۔ پھر آپ لوگ کیوں ایسی حکومت کے احکام کی اطاعت کر رہے ہے اور اس کے "شیطانی کاموں" سے فائدہ اٹھا رہے اور ہزاروں روپیہ ریل۔ تار اور ڈاک پر صرف کر رہے ہیں۔ پھر جبکہ آپ اپنی پرانی عربی صرف و نحو کے مطابق گورنمنٹ انگریزی کو اولی الامر منکم کے ماتحت نہیں سمجھتے۔ اور اس کے احکام کو ماننا خلاف اسلام قرار دیتے ہیں۔ تو کیوں گورنمنٹ کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے نہیں اتار پھینکتے ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ آپ اور آپ کے لیڈروں کے طرز عمل کو منافقت سمجھا جائے یا کیا؟ جن لوگوں کی اپنی یہ حالت ہو۔ کہ اپنے سردار کے فتویٰ کے مطابق "شیطانی حکومت" کے قوانین کی پابندی کرتے۔ اور "شیطانی کاموں" سے فائدہ حاصل کرتے ہوں۔ وہ کس منہ سے ہم پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کی اطاعت اسلامی احکام میں سے ایک اہم حکم یقین کرتے ہیں۔

حکام کی دہلیزوں پر شرمناک سجدہ ریزی

پھر دفتری حکومت کے عہدہ داروں کی خدمت میں سپاسنامے پیش کرنے کی بھی ایک ہی کہی۔ ہم تو اپنے اعتقادات کے رو سے اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ بلکہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کہ جن حکام کی اطاعت کرنے کا ہمیں اسلام حکم دیتا ہے ان کو مؤدبانہ طریق سے اپنی دنیوی اور ملکی ضروریات اور حالات سے آگاہ کریں۔ لیکن اس بات کو بطور طعن پیش کرنیوالے "سیاست" کو شرم نہیں آتی۔ کہ جن لیڈروں کی حمایت میں اس نے اس قسم کی بے ہودہ سرائی کی ہے وہ اسی دفتری حکومت کے عہدہ داروں کے بوٹوں پر اپنے ماتھے اور ناک رگڑ رگڑ کر تھک چکے ہیں۔ اور وہ بھی کسی ملکی معاملہ کے متعلق نہیں۔ بلکہ محض دینی اور خالص مذہبی امر کے متعلق "سیاست" کو شاید یاد نہ ہو۔ لیکن ہمیں وہ وقت خوب یاد ہے۔ جبکہ بہت سے لیڈروں کے وفد نے دہلی میں وائسرائے ہند کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزانہ درخواست کی تھی۔ کہ خلافت ٹرکی کا مسئلہ ان کی خواہش کے مطابق طے کرانے کی کوشش کی جائے۔ اور پھر اسی پر اکتفا نہ کی تھی بلکہ ایک وفد مسٹر محمد علی کی سرکردگی میں ولایت گیا تھا جس نے مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم کے حضور پیش ہو کر خلافت کی بحالی اور قیام کے لئے التماس کی تھی۔ یہ وہی وفد تھا۔ جسے اعظم گڈھ کے رسالہ "معارف" نے "خلافت کے لئے گداگری" کرنے کا صحیح اور مناسب خطاب دیا تھا۔ اور جو بیچارے مسلمانوں کا ہزارہا روپیہ عیش و عشرت میں اڑا کر ناکام و نامراد واپس لوٹا تھا۔ اس سے بڑھ کر دفتری حکومت کے عہدہ داروں کی دہلیزوں پر سجدہ ریز ہونے کی شرمناک مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر مذہبی بے غیرتی اور بے حمیتی کا نمونہ اور کہاں مل سکتا ہے۔ "سیاست" کو چاہیئے کہ ہم پر لغو اور بیہودہ اعتراضات کرنے کی بجائے اپنے لیڈروں کے ان افعال پر ماتم کرے۔ جو اسلام کیلئے باعث ننگ و عار بن چکے ہیں۔ اور جنہیں ناکام اور نامراد ہو کر اب انہوں نے گاندھی جی کی پس روی اختیار کی ہے۔

حج اور جہاد

"سیاست" نے نہایت ڈھٹائی سے ہمارے متعلق تو لکھ دیا کہ:۔

"جن کا ہادی وہمی خوف کی وجہ سے حج جیسی نعمت سے محروم رہا ہو۔ پرانی شریعت کا تابع ہو کر جہاد کو بخیال خویش منسوخ کرانے آیا ہو۔ اس کا جانشین اس کے عقائد کا علم بردار کیا جائے کہ ترک موالات کے لئے اس کے مشوروں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کیلئے ضرورت ہے۔ کہ مولانا محمد علی جیسے مجاہد مسلمان کی نصائح پر عمل کیا جائے۔"

ہمارے ہادی نے وہمی خطرہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس حقیقی خطرہ کے باعث جس کا ثبوت اس وقت تک مختلف مقامات میں مسلمان اپنی درندگی اور وحشت سے دے رہے ہیں اور جس کے جواز کی بنا مکہ کے فتووں پر رکھتے ہیں اسلام کے اس حکم پر عمل کیا۔ جو ایسی حالت کے متعلق قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور نہ آپ نے حقیقی جہاد کو منسوخ کیا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ مسٹر محمد علی نے جن کے سامنے کوئی وہمی خطرہ بھی نہ تھا۔ اور جو دفتری حکومت کے عہدہ داروں کے "کعبہ" کا کئی بار "حج" کر چکے ہیں۔ اسلامی حج کتنی بار کیا۔ اور کہاں کہاں اس قسم کا جہاد کیا۔ جسے بقول "سیاست" ہمارے ہادی نے منسوخ کر دیا ہے۔ کہ انکو "سیاست" کی بارگاہ سے "مجاہد" کا خطاب عطا ہوا ہے۔

اس سے بڑھ کر ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ بخیال "سیاست" مرکز اسلام پر ایک "باغی" قابض ہو۔ خلافت کو اعدائے اسلام نے بے دست و پا کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی امور میں دست اندازی کی جا رہی ہے۔ اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جا رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس "جہاد" کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ جو "سیاست" کے نزدیک "پرانی شریعت" میں پایا جاتا ہے۔ اور علی برادران اپنے سردار کے ہاتھ پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنے مذہبی معاملات کی حفاظت کے لئے انگلی بھی نہیں اٹھائیں گے۔ کیا انہوں نے اس طرح اس "جہاد" کو مسٹر گاندھی کے حکم سے منسوخ نہیں کر دیا۔ جو "سیاست" کے مد نظر ہے۔ مگر باوجود اس کے ان کو "مجاہد" کا خطاب دیا جاتا ہے "سیاست" اگر اس جہاد کا اتنا ہی دلدادہ ہے تو کیوں علی برادران سے مطالبہ نہیں کرتا۔ کہ وہ جہاد اختیار کریں۔ اور خود "سیاست" کیوں اس کا علم بردار بن کر کھڑا نہیں ہوتا۔ اسوقت سے زیادہ اور کب اس کی ضرورت پیش آئے گی لیکن حقیقت یہ ہے۔ گو منہ سے تسلیم نہ کیا جائے مگر اپنے عمل سے "سیاست" اور اس کے مجاہد لیڈر یہی ثابت کر رہے ہیں۔ کہ مذہب کے لئے "تلوار چلانے" پر وہ خط تنسیخ کھینچ چکے ہیں۔ پس جس بات پر ان کا اپنا عمل نہیں ہے۔ اس کے متعلق ہم پر اعتراض کرنا کہاں کی شرافت ہے۔

مسٹر محمد علی کا کرپان لگانا اور کیس رکھنا

معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کے لغو اور بودے اعتراض کرتے ہوئے "سیاست" کو جب خیال آیا۔ کہ اس طرح علی برادران کی بریت ثابت نہیں ہو سکتی۔ تو وہ ان کے الفاظ کی تاویل کرنے کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ لیکن اب کے بھی اس نے سخت منہ کی کھائی ہے۔ جیسا کہ ہم ذیل میں ثابت کرینگے۔

مسٹر محمد علی نے فرمایا تھا:۔

"جب سکھوں کے گلے کٹتے ہوں گے۔ تو میں شاید کسی اور طرح سے ان میں شامل نہ ہو سکوں۔ کیس رکھ کر اور کرپان لگا کر ان میں شامل ہو جاؤں گا۔ اور اپنی جان دیدونگا"

ان کے متعلق "سیاست" کا ارشاد ہے:۔

"کیا کوئی الفاظ پرست ایسا ہے جو مولانا کے فقرہ کا مطلب بجز اس کے کچھ اور سمجھ سکے۔ کہ وہ سکھوں کی حفاظت کے لئے مسلمان رہ کر سکھوں کی وردی پہن کر سکھوں کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنی جان دینے کیلئے تیار ہیں۔"

کوئی الفاظ پرست نہیں۔ بلکہ الفاظ بین تو قطعاً یہ مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ ہاں "سیاست" جیسا باطل پرست اپنے پاس سے مطلب گھڑ کر ان الفاظ میں گھسیڑنے کی کوشش کرے۔ تو کوئی تعجب نہیں۔

"سیاست" کی اس سے بڑھ کر بے ہودگی اور سراسیمگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ سکھوں کے کیس رکھنے اور کرپان لگانے کو ان کی "جنگی وردی" قرار دیتا ہے۔ حالانکہ معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ سکھوں کے نزدیک کیس رکھنا اور کرپان لگانا اہم مذہبی فرائض اور سکھ بننے کے لئے لازمی شرائط ہیں۔ نہ کہ جنگی وردی۔ اور کون نادان ہے۔ جو کیسوں کو "وردی" کہہ سکے۔ لیکن "سیاست" جیسے ہمہ دانی کا بڑا دعویٰ ہے۔ اور جو اپنے سوا اوروں کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا۔ کہ "مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے سیدھے سادھے صاف اور غیر مبہم فقرات کو سمجھ سکیں۔" اس کی عقل اور سمجھ کی یہ حالت ہے کہ کیسوں کو "سکھوں کی وردی" قرار دے رہا ہے۔ اور مسٹر محمد علی کے کیس رکھنے کا یہ مطلب بتا رہا ہے۔ کہ وہ سکھوں کی یہ وردی پہن کر جان دینے کے لئے تیار ہیں کیا ہمارا ہمہ دان معاصر یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریگا کہ یہ "سکھوں کی وردی" کس کارخانہ میں تیار ہوتی ہے؟ کس کپڑے کی بنتی ہے؟ کس قیمت پر ملتی ہے؟ اور کس طرح پہنی جاتی ہے؟ اگر ان سب امور پر روشنی ڈال دی جائے۔ تو پھر شاید مسٹر محمد علی کے سکھوں کی یہ "وردی" "پہننے" کا مطلب سمجھ میں آسکے۔ ورنہ خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ کیسوں کو وردی اور کیس رکھنے کو وردی پہننا کس علم و عقل کی رو سے کہا جا سکتا ہے۔ ہاں ایک دفعہ ہم نے چھاؤنی میں ایک یورپین افسر کے یہ الفاظ ضرور سنے تھے۔ کہ جو جوان ڈاڑھی نہیں رکھتے۔ وہ روزانہ صاف کر کے آیا کریں۔ اور جو رکھتے ہیں۔ وہ بے شک ڈاڑھی پہن آیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی ایسے ہی ادیب کی شاگردی میں رہ کر کیسوں کو وردی بنا کر ان کے پہننے کی ترکیب "سیاست" نے سیکھی ہوگی۔ اور اپنے اسی تجربہ کی بنا پر مسٹر محمد علی کے کیس رکھنے کا اس نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ کیسوں کی وردی پہن لینگے نہ کہ کیس رکھ لینگے۔

باقی رہا کرپان لگانا۔ اس کا مطلب "سکھوں کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنی جان دینے کے لئے تیار" ہونا بتایا گیا ہے۔ اس کے متعلق اوّل تو یہ گذارش ہے۔ کہ کرپان سکھوں کے کون کونسے ہتھیاروں کا نام ہے۔ جن سے مسلح ہو کر بقول "سیاست" مسٹر محمد علی جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ دوسرے کرپان کو سکھ صاحبان محض اپنا مذہبی نشان قرار دیتے۔ اور اس کو بطور ہتھیار استعمال کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ پھر مسٹر محمد علی کے لئے کیونکر جائز ہوگا کہ اس سے مسلح ہو کر مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہتھیاروں سے "مسلح" ہو کر کوئی شخص صرف جان دینے کے لئے نہیں جایا کرتا۔ بلکہ اس کی پہلی اور اصلی غرض جان لینا ہوتی ہے۔ اس لئے کیا علی برادران تشدد پر اتر آئینگے۔ اور مسٹر گاندھی کے ہاتھ پر انہوں نے جو اقرار کیا ہے۔ اسے سکھوں کی خاطر توڑ دینگے؟

ان سب امور پر غور کر کے "سیاست" بتائے۔ کہ کیس رکھنے اور کرپان لگانے کی جو تاویل اس نے کی ہے۔ وہ کہاں تک عقلمند اور سمجھدار لوگوں کے نزدیک قابل تسلیم ہے؟

مسٹر شوکت علی کا خون کے دریا بہانا

خیر اس بیان کی کچھ نہ کچھ تاویل تو اسے سوجھی خواہ وہ کیسی ہی نامعقول کیوں نہ ہو۔ لیکن مسٹر شوکت علی کا جو بیان ہم نے پیش کیا تھا۔ اس کے متعلق وہ اتنا بھی نہیں کر سکا۔ اور ہمیں ان کے ایک اور فقرہ کی طرف توجہ دلاتا ہوا لکھتا ہے۔

"وہ کیا "الفضل" کو مولانا شوکت علی کے جن فقرات مطبوعہ خلافت پر اعتراض ہے۔ ان میں یہ فقرے نہیں ہیں۔

"سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ بفضل خدا ہم لوگ ڈیوٹ اور کم بخت نہیں ہیں۔ اپنی قوم کی عزت کے لئے ہم جان و مال قربان کرتے ہیں قرآن پاک کی حرمت اور خدائے پاک کی عبادت گاہ کی حرمت کے لئے ہم نے خون کے دریا بہائے ہیں اور بہائیں گے"

اس فقرہ کو پیش کرتے ہوئے "سیاست" کا ارشاد ہے "دیکھئے وہ کہتے ہیں۔ ہم اسلام کے لئے خون کے دریا بہائیں گے" لیکن الفضل صاحب بقول شخصے سہ اپنے پہ کر رہے ہیں قیاس اہل دہر کا یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اسلام پر جان دینے کے لئے تیار نہیں ہیں"۔

"سیاست" ہمیں جو کچھ دکھانا چاہتا ہے۔ وہ ہم نے دیکھا۔ اور خوب دیکھا۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ "سیاست" خود جو عبارت پیش کر رہا ہے ہمیں دکھاتے وقت اس میں کا ایک خاص فقرہ اس کی نظر سے اوجھل ہو گیا جو یہ ہے۔ مسٹر شوکت علی فرماتے ہیں۔

"ہم نے خون کے دریا بہائے ہیں"

مگر "سیاست" اس فقرہ کو بالکل ہضم کر گیا ہے۔ اگر "سیاست" ہمیں وہ خون کے دریا دکھا دیتا جو علی برادران نے بہائے ہیں۔ تو ہم ان کے اس وعدہ کو بھی صحیح سمجھ لینگے۔ کہ وہ اسلام کے لئے خون کے دریا بہائینگے لیکن اگر ان کے پہلے قول کی تصدیق ان کے افعال سے نہ ہوتی ہو۔ اور "سیاست" کے پاس اسے درست ثابت کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو ان کے آئندہ کے متعلق وعدہ کو کس طرح صحیح قرار دیا جائے اور کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ جسطرح انہوں نے پہلے اسلام کیلئے زبانی خون کے دریا بہائے ہیں۔ اسی طرح آئندہ بہائینگے۔ "سیاست" ہی دیانت داری سے بتلائے۔ کہ علی برادران کے اس قول کا ان کے افعال کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت

"سیاست" جب علی برادران کے افسوسناک اقوال کی کوئی ایسی تشریح کرنے سے عاجز رہا۔ جو کسی معقول پسند انسان کی سمجھ میں آسکے۔ تو جھنجلا کر اس کو یہ کہنا پڑا "جن کے نبی صاحب کی قابلیت یہ تھی۔ کہ خدا نے انہیں سینکڑوں مرتبہ کہا۔ کہ تم حقیقی نبی ہو۔ لیکن مرزا صاحب یہی سمجھتے رہے۔ کہ میں حقیقی نہیں بلکہ مجازی۔ ظلی اور بروزی نبی ہوں اور ۱۹۰۱ء تک خدا جیسے سمجھانے والے علیم حکیم آقا کی بات نہ سمجھ سکے۔ ان کے مریدوں میں اتنی لیاقت کہاں۔ کہ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے سیدھے سادے صاف اور غیر مبہم فقرات کو سمجھ سکیں"

یہ بعینہ وہ مثال ہے جو عیسائی مسئلہ کفارہ کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی معقول دلیل نہیں دے سکتے۔ تو کہدیتے ہیں۔ انسانی دماغ اس مسئلہ کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ "سیاست" نے بھی اسی طرز کلام سے کام لیا ہے۔ ہاں جو کچھ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہا گیا ہے۔ اس کی نسبت مختصراً اتنی گذارش ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو جو کچھ کہا۔ اُسے نہ صرف آپ ہی نے سمجھا۔ بلکہ لاکھوں انسانوں کو سمجھا دیا۔ انہیں میں سے ایک علی برادران کے سب سے بڑے بھائی جناب خان ذوالفقار علی خاں صاحب بھی ہیں اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خاندان علی برادران کے بزرگ کو بھی حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت اس خوبی کے ساتھ ذہن نشین ہوا ہے۔ کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر در محبوب پر دھونی رمانا اپنے لئے سب سے بڑی عزت اور باعث نجات سمجھ رہے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے پیرووں کے ہاتھ میں ایسے مضبوط اور زبردست دلائل دیدیئے ہیں۔ جن سے مخالفین کی روح قبض ہوتی ہے۔ اور ان میں ہمت نہیں کہ سامنے کھڑے ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "سیاست" بھی دلائل سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ رکھتے ہوئے۔ عورتوں کی طرح طعنے دے رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت مسیح موعود نے پہلے اپنے آپ کو نبی نہ کہا۔ اور بعد میں نبی قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ انبیاء کی سنت ہے۔ کہ وہ اس وقت تک نہ کسی بات کو اختیار کرتے ہیں۔ نہ چھوڑتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آئے۔ اس لئے اسی احتیاط انبیاء سے کام

ہے کہ حضرت مسیح موعود بھی نبی کی اسی تعریف پر قائم رہے۔ جو عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔ کہ نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جو نئی شریعت لائے۔ یا پچھلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔ یا اس نے بلا واسطہ نبوت پائی ہو۔ اور وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو چونکہ آپ میں ان باتوں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تھی اس لئے آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے رہے۔ کہ نبی سے مراد محدث ہے۔ اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے۔ نہ کہ نبوت کا۔ اور نبی آپ کا نام صرف بعض جزوی مشابہتوں کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ نبوت کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ لیکن بعد میں جب آپ پر منکشف کیا گیا کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں۔ کہ وہ ضرور شریعت جدیدہ لائے۔ یا بعض پچھلے حکم منسوخ کرے۔ یا بلا واسطہ نبوت پائے۔ بلکہ اس کے لئے وہ شرائط ہیں۔ جو آپ میں دعویٰ مسیحیت کے وقت سے پائی جاتی ہیں۔ تو آپ نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔ یہ بات کسی حق پسند اور روحانیت سے ذرا بھی تعلق رکھنے والے انسان کے نزدیک قطعاً قابل اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی صداقت کی روشن دلیل ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کے دل میں کسی قسم کا کوئی منصوبہ نہ تھا۔ اور آپ کے منشا اور مرضی کا اپنے دعویٰ میں قطعاً دخل نہ تھا بلکہ جوں جوں خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر انکشاف ہوتا گیا۔ آپ وضاحت فرماتے گئے۔ اگر منصوبہ بازی ہوتی۔ تو اس طرح نہ ہوتا۔ پس جس بات کو "سیاست" بطور اعتراض پیش کر رہا ہے۔ وہ کسی حق پسند کے نزدیک قطعاً قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب بکلی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں تھے اور خدا تعالیٰ کا منشا جوں جوں آپ پر ظاہر ہوتا گیا۔ آپ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے دنیا میں پیش کرتے گئے۔ ورنہ اگر اس میں کچھ بناوٹ ہوتی۔ یا اپنے نفس کا تعلق ہوتا۔ تو "سیاست" جیسے نادان اور کوتہ اندیش معترضوں سے ڈر جاتے۔ اور جو کچھ ایک وقت میں منہ سے نکل جاتا۔ اسی پر جم جاتے ۔

غیر ہندوؤں کے کان میں وید کے منتر

خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے براہ راست جسقدر نعمتیں انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ ان میں قطعاً کوئی تخصیص نہیں رکھی۔ کہ فلاں قسم کے لوگ ان کے زیادہ حق دار ہیں اور فلاں قسم کے کم۔ چاند۔ سورج۔ ہوا۔ پانی سب کے لئے مساوی ہیں۔ اور ہر ایک انسان کا حق ہے۔ کہ ان سے فائدہ حاصل کرے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہر ایک انسان کو اس نعمت سے متفیض ہونے کا حق حاصل ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے روحانی اور مذہبی نشوونما کے لئے نازل ہو۔ کیونکہ باقی چیزیں انسان کو جسمانی طور پر فائدہ پہنچاتی ہیں۔ جو عارضی ہوتا ہے۔ لیکن روحانی تربیت کیلئے جو کچھ نازل ہوتا ہے اس سے وہ مقصد اور مدعا پورا ہوتا ہے۔ جسکے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو ابدالآباد تک چلتا ہے مگر ویدک دھرم جسکے پیرووں کا آج دعویٰ ہے۔ کہ صرف یہی مذہب عالمگیر ہے۔ اور جو اب ویدک دھرم کی درگاہ سے مدتوں کی راندی ہوئی اقوام کو اس کی شرن میں لانے کے دعویدار ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پیاری مخلوق میں اسقدر تفریق روا رکھی ہے۔ کہ ایک ہندو کہلانیوالے کو بھی اتنا حق نہیں دیا۔ کہ پرمیشور کی طرف سے آنیوالے ہدایت نامہ کی جس کو "وید" کہا جاتا ہے شکل تک دیکھ سکے۔ یا اس کا کوئی لفظ سن سکے۔ اور اگر اپنی بدقسمتی سے وید کے منتر کا کوئی لفظ اس کے کان میں پڑ جائے تو اس کی سزا یہ رکھی گئی ہے۔ کہ اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے۔ تاکہ وہ آئندہ ایسا خطرناک جرم کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔

پرانے خیال کے پنڈتوں پر مضحکہ

خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ کتنا بڑا ظلم اور کس قدر ستم ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود ہندو ایک طرف اسکے مٹانے کی عملی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے پرانے خیال کے پنڈتوں پر مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ چنانچہ کانگریس کے گذشتہ اجلاس کا افتتاح جو وید منتروں سے کیا گیا۔ اس کے متعلق آریہ اخبار پرتاپ (۷ جنوری ۱۹۲۴ء) لکھتا ہے:-

"کوکناڈا میں اسدفعہ ایک نئی بات دیکھی گئی۔ کارروائی کا آغاز وید منتروں کیساتھ ہوا۔ جہاں کہیں پوچھا جا رہا ہے کہ کیا بنارس کے پورانے خیال کے پنڈت اس سے ناراض تو نہ ہو جائینگے۔ کانگریس میں سب ذاتوں اور طبقوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اور اب اچھوت ڈیلیگیٹوں کو تو خاص درجہ امتیاز دیا جاتا ہے۔ جب کانگریس میں شامل ہو کر دوجنموں کے علاوہ باقی ورنوں کے کانوں میں بھی وید منتروں کی آواز پڑ جائیگی۔ تو کیا اس سے ویدوں کی تقدیس میں تو فرق نہیں آ جائیگا۔ کانگریس والو بنارس کے پنڈتوں سے پوچھ لو۔"

کیا آریہ وید پڑھانے کیلئے تیار ہیں

کانگریس والے بنارس کے پرانے پنڈتوں سے پوچھیں یا نہ پوچھیں۔ ہم نئے خیال کے ہندوؤں یعنی آریوں سے ضرور دریافت کرینگے۔ کہ آج تک جب ویدک دھرم نے یہ جائز نہیں رکھا۔ کہ کوئی "شودر" وید کا منتر سن پائے۔ اور یہی وید کے ماننے والوں کا عمل رہا ہے۔ تو اب وہ اسکی خلاف ورزی کرکے کیونکر ویدک دھرمی رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں اسکی کوئی پروا نہیں۔ تو کیا وہ اس امر کے لئے تیار ہیں۔ کہ وید پڑھنے کا شوق رکھنے والے مسلمانوں کو وید پڑھانے کا کوئی معقول انتظام کر دیں۔ دیکھئے ہم چونکہ قرآن کریم پڑھنا ہر ایک انسان کا نہ صرف حق بلکہ فرض سمجھتے ہیں۔ اسلئے اعلان کرتے ہیں۔ کہ خواہ کوئی کسی مذہب کا انسان ہو۔ اگر وہ قرآن کریم پڑھنا چاہے۔ تو ہم اس کے لئے انتظام کر دینگے۔ اسی طرح کیا آریہ وید پڑھانے کیلئے بھی تیار ہیں۔ ہمارا اسوقت تک کا تجربہ تو یہ بتاتا ہے۔ کہ آریہ تنخواہ لیکر بھی ہمارے کسی آدمی کو وید پڑھانے پر آمادہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ ایک دفعہ جب سنسکرت دان پنڈت کی ضرورت کا اشتہار دیا گیا۔ تو آریہ اخباروں نے اسکی مخالفت کی۔ اور بڑے زور سے لکھا۔ کہ کوئی آریہ اس جرم کا ارتکاب نہ کرے۔ پھر جب بڑی مشکل سے ایک پنڈت مل گیا۔ تو مقامی آریوں نے اس پر ہر قسم کا دباؤ ڈالکر اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ آخر کار وہ بھی نہ ٹھہر سکا۔ لیکن ممکن ہے۔ کانگریس کے طرز عمل نے آریوں کے خیالات میں بھی کافی تبدیلی پیدا کر دی ہو۔ اور وہ ویدوں کے جواہرات دوسروں کے سامنے کھولنے کیلئے تیار ہو گئے ہوں۔ اگر یہ درست ہو تو

مکتوبات امامؑ

مرسلہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم ۔ اے ۔ افسر ڈاک

چند اہم سوالات کے جواب

ایک کالج کے پروفیسر صاحب نے حضور کی خدمت میں چند سوالات لکھ کر بھیجے ۔ جن کے حضور نے حسب ذیل جواب لکھائے :۔

ایک دوسرے کو جھٹلانا

سوال ۔ ایک شخص غور و خوض کر کے ایک نتیجہ پر پہنچا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرتا ہے ۔ دوسرا شخص بھی بہمہ وجوہ غور کر کے کسی اور مختلف نتیجہ پر پہنچتا ہے ۔ اور اپنے اعتقاد کے مطابق عمل کرتا ہے ۔ انہیں ایک دوسرے کو جھٹلانے کا کیا حق ہے ؟

جواب :۔ اگر اس سوال کا مطلب یہ ہے ۔ کہ وہ ایک دوسرے کو جھوٹا کیوں کہتے ہیں ۔ تو ایسا فعل دراقع میں نادانی پر مبنی ہے ۔ جھوٹ نیت اور ارادہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ۔ کسی شخص کو ہرگز کوئی حق نہیں کہ دوسرے کو جھوٹا سمجھے ۔ جب تک کہ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو ۔ جس سے اس کی نیت اسے معلوم ہو جائے ۔ اور پھر کسی کو جھوٹا کہنا بغیر اس کے کہ اس کو جھوٹا کہنے کا حق حاصل ہو ۔ یا اس میں دنیا کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو ۔ گالی ہے ۔ اور گالی دینا شرفاء کا کام نہیں ۔

لیکن اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ مختلف خیالات کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو غلطی پر کیوں سمجھتے ہیں ۔ تو اس میں دو صورتیں ہیں ۔ یا تو دو مختلف خیالات کسی نتیجہ پر پہنچنے کے دو مختلف ذرائع ہیں ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو پھر کسی فریق کو حق حاصل نہیں ۔ کہ دوسرے کو غلطی پر سمجھے ۔ کیونکہ اگر ایک جگہ پر پہنچنے کے دو راستے ہیں ۔ اور دونوں مساوی ہیں ۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک دوسرے کو ملامت کرے ۔ کہ اس نے دوسرا راستہ کیوں اختیار کیا ۔ یہ بات سوائے فتنہ کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی ۔

یا پھر اختلاف کسی چیز کی صداقت یا حقیقت کے متعلق ہو گا ۔ اس صورت میں لازمی بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنے مخالف خیالات کے آدمی کو غلطی پر سمجھے گا ۔ کیونکہ اضداد جمع نہیں ہو سکتے ۔ مثلاً ایک شخص کا خیال ہے ۔ خدا ہے ۔ دوسرے کا خیال ہے کہ نہیں ہے ۔ اب یہ دو باتیں ایک وقت میں درست نہیں ہو سکتیں ۔ ضرور ہے ۔ کہ ان میں سے ایک غلط ہو ۔ پس جو شخص سمجھتا ہے ۔ کہ خدا ہے ۔ وہ مجبور ہے ۔ کہ اس شخص کو غلطی پر خیال کرے ۔ جو کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے ۔ اور اسی طرح اس کے برعکس ۔ یا مثلاً ایک شخص سمجھتا ہے ۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے آئے ہیں ۔ اور ان کے ماننے بغیر نجات نہیں ۔ اور ایک دوسرا شخص خیال کرتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ خدا پر افترا کرتے تھے ۔ تو یہ دونوں شخص ایک دوسرے کی تصدیق نہیں کر سکتے ۔ اسی طرح تمام عقاید اور اعمال میں جو فروعات کے متعلق نہیں ۔ بلکہ اصول کے متعلق ہیں ۔ اور جو صرف دو ہی شقیں رکھتے ہیں یعنی یا سچے ہو سکتے ہیں ۔ یا جھوٹے ۔ ان کے متعلق جب بھی اختلاف ہو گا ۔ ایک فریق کو دوسرے کے متعلق غلط راہ پر ہونے کا یقین رکھنا پڑیگا ۔ ہاں اس یقین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پھر دو صورتیں ہیں ۔ اگر تو وہ اختلاف فروعات کے متعلق ہے ۔ جن کا اثر انسان کی رُوحانیت یا انسان کے اخلاق پر کچھ نہیں پڑتا ۔ یا بہت ہی خفیف پڑتا ہے ۔ ایسی صورت میں اگر باہم کوئی اختلاف بھی ہو ۔ تو اس اختلاف کو دبانا اس کے اظہار کرنے کی نسبت بہتر ہو گا ۔

اور اگر وہ اختلاف ایسے امور میں ہے کہ جن کا اثر رُوحانیت اور اخلاق پر بہت زیادہ پڑتا ہے ۔ اور جنمیں ایک فریق کھلی کھلی صداقت کا انکار کر رہا ہے تو پھر اسی کی خیر خواہی اور فائدہ کے لئے عمدہ اور شریفانہ طریق پر اس کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنا ایک مستحسن اور اچھا فعل ہو گا ۔ کیونکہ اگر یہ اس شخص کو اس کی غلطی پر متنبہ نہ کریگا ۔ تو وہ ان فوائد سے محروم ہو جائے گا ۔ جو دوسری صورت میں اس کو حاصل ہوتے ۔ ہاں اس تنبیہ میں یہ بات مدنظر رکھنی ضروری ہے ۔ کہ درندوں اور وحشیوں کی طرح ذلت اور حقارت کرنے کے لئے اس سے کلام نہ کرے ۔ بلکہ اگر واقعہ میں اس کی ہمدردی اور محبت اس کو نصیحت کرنے کی محرک ہے ۔ تو احسن طریق کو اختیار کرے ۔

اسلام میں فرقہ بندی

سوال دوم ۔ آپ نے بدلائل ثابت کیا تھا کہ دنیا کا آخری مذہب اسلام ہے ۔ مگر جب اسلام میں ہمیشہ فرقہ بندی ہوتی رہتی ہے ۔ اور صرف ایک ہی فرقہ سچا اسلام ہوتا ہے ۔ تو آخری مذہب کا سچا اسلام ہونا ناممکن نظر آتا ہے ۔

جواب :۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں ۔ کہ اسلام میں فرقہ بندی ہوتی رہی ہے لیکن اصل اسلام کے متعلق کبھی بھی فرقہ بندی نہیں ہوئی ۔ نہ اصول ایمان کے متعلق ۔ نہ اصول و اعمال کے متعلق ۔ بلکہ اصول کے بیان کرنے کے متعلق بھی آج سے تیرہ سو سال کے عرصہ میں کبھی اختلاف نہیں ہوا ہاں اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور اسلام کی تعلیم کی طرف مسلمانوں کو پھر لانے کے لئے آیا ہے ۔ اس پر ایمان لانے میں سے شاید ایک اصولی اختلاف ہوا ہے ۔ لیکن یہ اختلاف اصول میں نہیں بلکہ توفیق اصول میں ہے ۔ یعنی یہ اختلاف نہیں ۔ کہ نبیوں کو ماننا چاہیئے یا نہیں ۔ بلکہ یہ اختلاف ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں کہ نہیں ۔ مرزا صاحب نے جو کچھ باتیں پیش کی ہیں ۔ وہ ان کو نئی بات کر کے پیش نہیں کرتے بلکہ قرآن اور حدیث سے استدلال کر کے پیش کرتے ہیں ۔

پس باوجود اختلاف کے اسلام کے آخری سچا مذہب ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا ۔ اسلام کے اصول ایسے واضح اور مفصل ہیں کہ عقل و خرد سے کام لیتے ہوئے انسان ان سے دُور جا ہی نہیں سکتا ۔ اگر ان کے متعلق اختلاف ہو گا تو ہمیشہ جزوی ہی ہو گا ۔

پس وہی ذریعہ جس کے ذریعے سے حقیقت اور واہمہ میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ حقیقی الہام اور بیماری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے الہاموں میں امتیاز کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

یہ مختصر جواب ہیں۔ جو خط کی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دئے جاسکتے ہیں۔ اور ان دنوں چونکہ خاص طور پر مجھے بعض تحریر کے کام ہیں۔ اس لئے بھی میں تفصیل کے ساتھ جواب نہیں دے سکا۔ امید ہے۔ کہ جب آپ اور آپکے دوست قادیان تشریف لائینگے۔ تو میں زیادہ تفصیل کے ساتھ ان سوالات کے متعلق یا ایسے ہی اور سوالات کے متعلق جو آپ دریافت کرنا چاہیں۔ بیان کرسکوں گا انشاء اللہ۔ سردست آپ اس رسالہ سے جو میں بھجواتا ہوں۔ کسی قدر آخری سوال پر زیادہ تفصیلی جواب مطالعہ کرسکتے ہیں۔

منارة المسیح کیلئے سو روپیہ چندہ دینے والے احباب

منارة المسیح پر حسب خواہش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نام ان معطیوں کے کندہ ہونا ضروری ہیں۔ جنہوں نے ایک سو روپیہ تعمیر منارہ میں چندہ دیا ہے۔ پس تمام ایسے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے۔ جنہوں نے سو روپیہ چندہ دیا ہے۔ کہ اپنے ناموں سے مطلع فرمادیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمائیں۔ کہ رسیدیں ان کے پاس محفوظ ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہوں۔ تو ان کے نمبر بھی درج فرمادیں اور نیز یہ بھی تحریر فرمادیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں دیا تھا۔ یا زمانہ خلافت میں۔ اس اطلاع کی اشد ضرورت ہے۔ تا کہ فہرست موجودہ دفتر کا مقابلہ ہو جائے۔ اور کسی کو شکایت نہ رہے۔ کہ ان کا نام رہ گیا ہے۔

ناظر اعلیٰ۔ نصر اللہ خاں قادیان

مذہبی سکھوں میں تبلیغ

اخبار نور جلد ۱۵ اء۳ میں زیر عنوان ایڈیٹر نور کی بار آور سعی۔ ایک اعلان چھپا گیا ہے۔ تاریخ احمدی کو درست اور محفوظ رکھنے کے لئے اس کے متعلق یہ اعلان کرتا ہوں اپنے فرض منصبی کی رو سے نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ سکھوں کے درمیان تبلیغ میں جو کچھ بھی کامیابی ہوئی ہے۔ وہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم سے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خاص توجہ و دعا سے ہوئی ہے۔ نہ کہ کسی کارکن کی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ حقیقت الامر ہے۔ جس کو میں اپنے تمام شعور اور علی وجہ البصیرۃ محسوس کر رہا ہوں۔ ایک قوم کو جو صدہا برس ایک دور کے راستے پر قدم مارتی چلی جا رہی ہو۔ یکایک بالکل ایک نئے جادۂ مستقیم پر لا کھڑا کرنا۔ یہ کسی ایک وعظ کا نتیجہ نہیں۔ اگر ہمیں کسی قوم کے متعلق دو یا ے ماہ کے اندر اسقدر ناگہانی تبدیلی پوری کامیابی کے ساتھ مشاہدہ میں آئے۔ تو یقیناً سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دلوں کو تبدیل کرنے کے لئے مشیت الٰہی در پردہ کام کر رہی تھی۔ اور اس مشیت کو جذب کرنے والی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ و دلگداز دعائیں ہیں۔ جو اس مشیت کو تحریک دے رہی تھیں۔ ورنہ ناظر تالیف و اشاعت اور اس کے کارکن محض ایک آلہ بے جان ہیں۔ اور انہیں یہ شایاں نہیں۔ کہ وہ دھوکا کھائیں۔ اور خیال کرنے لگیں۔ کہ انہوں نے کچھ کیا ہے۔ اسی قسم کے احساس اور اس خیال نے کہ ابھی ثمرات پختہ نہیں۔ اور نہ معلوم کیا نتیجہ ہو۔ مجھے اس بات سے روکے رکھا۔ کہ میں اس قوم کے متعلق کوئی اعلان کروں۔ احباب کرام صبح و شام ملکر بہت دعائیں کریں۔ کہ اس قوم کے متعلق جو بھی تبلیغی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور جو نہ ہونے کے برابر ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں اپنے فضل سے بابرکت اور کامیاب فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

زین العابدین ولی اللہ۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

مولوی محمد علی صاحب سے مسئلہ ظل پر گفتگو

مسئلہ ظل کے متعلق ایک دفعہ میری گفتگو میاں مظفر احمد صاحب ملازم پولیٹیکل محکمہ ملکنڈ سے ہوئی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اسکے متعلق بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ مولوی صاحب سے دریافت کروں۔ چنانچہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگ لاہور میں بعد از نماز صبح مولوی صاحب سے ظل اور بروز کے متعلق حسب ذیل مکالمہ ہوا۔ جو بغرض افادہ احمدیہ پبلک پیش کرتا ہوں۔

میں:۔ ظل اور بروز کیا ہے؟ **مولوی صاحب**:۔ ظل کی مثال یوں ہے۔ جیسے شیشہ میں چراغ کا عکس یا پانی میں سورج کا عکس نظر آتا ہے۔ **میں**:۔ کیا شیشہ میں جو چراغ کا عکس یا پانی میں جو سورج کا عکس نظر آتا ہے۔ وہ ہم کو کچھ فائدہ بھی دے سکتا ہے۔ یا نہیں۔ **مولوی صاحب**:۔ ہاں فائدہ دے سکتا ہے۔ **میں**:۔ کیا عکس سے جو پانی میں نظر آتا ہے۔ یا شیشہ میں دکھائی دیتا ہے۔ ہم پانی یا شیشہ میں داخل ہو کر کچھ دریافت کر سکتے ہیں۔ یا وہ پانی یا شیشہ سے باہر نکل کر ہم سے گفتگو کر سکتا ہے۔ **مولوی صاحب**:۔ تم بتاؤ تمہارا مدعا کیا ہے۔ **میں**:۔ صرف ظل اور بروز کے معنے آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ **مولوی صاحب**:۔ تم اصل مطلب پر آؤ۔ **میں**:۔ آپ حضرت صاحب کو زندہ ظل مانتے ہیں یا مردہ ظل۔ اگر آپ مردہ ظل مانتے ہیں۔ تو اس پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر آپ زندہ ظل مانتے ہیں۔ تو اسمیں زندگی کی صفات ہونے چاہئیں۔ یعنی اسمیں وہی صفات ہونی چاہئیں۔ جو اصل میں ہیں ورنہ وہ زندہ ظل نہیں کہلا سکتا۔ **مولوی صاحب**:۔ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ **میں**:۔ آپ کے اور میرے کہنے سے نہیں آسکتا۔ سورہ الحمد میں خدا نے ہدایت کی ہے۔ کہ نعمت نبوت طلب کرو۔ **مولوی صاحب**:۔ سورۃ الحمد میں نبیوں کا راستہ طلب کرنے کی ہدایت ہے۔ نبوت طلب کرنے کی ہدایت نہیں ہے۔ **میں**:۔ راستہ مطلوبہ پر چلنے سے چار قسم کے آدمی پیدا ہوتے ہیں یعنی نبیین صدیقین شہدا اور صالحین۔ **مولوی صاحب**:۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ تم (ذرا مولوی صاحب کی تم تم اور میری آپ آپ پر نظر رہے) کیا مانتے ہو۔ کہ وہ خدا کے بیٹے تھے **میں**:۔ مولوی صاحب میں صاحب علم نہیں ہوں۔ میں تو آپ سے ایک سوال دریافت کر رہا تھا۔ لیکن آپنے مجھ پر اور سوال کر دیا۔ م

م اسکے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ اور میرے سوال کو ٹال دیا۔ افسوس کہ مولوی صاحب بجائے اسکے کہ میری تسلی فرماتے ایک نازیبا طریق سے پہلو تہی کی۔ خاکسار:۔ رحیم بخش احمدی ملکندی حال گجرات۔

قادیان میں

زمین خریدنے کے خواہشمند احباب

کو اطلاع ہو کہ خاکسار کی معرفت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین خریدی جا سکتی ہے نیز قادیان میں اور قادیان کے قریب کچھ زرعی اراضی بھی مل سکتی ہے سکنی اراضی کے نقشہ جات خاکسار کے پاس تیار رہتے ہیں۔ انسے موقع اور حیثیت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور قیمت موقع کے لحاظ سے الگ الگ مقرر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مکانات بھی قادیان کی پرانی اور نئی آبادی میں قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت کریں۔ یا زبانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

سب اوورسیر

اوورسیر سب انجینئر کے پراسپکٹس

ہیڈ سول انجینئرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمایئے

اشتہاری دنیا

سے آپ بدظن ہو چکے ہیں۔ مگر دوستو ساری دنیا ایک جیسی نہیں۔ آؤ تجربہ کرو۔ سچ اور جھوٹ کو تجربہ کی کسوٹی پر لگا کر دیکھو۔ ہم اس وقت صرف آپ کی تسلی کے لئے چند مجربات پیش کرتے ہیں۔ جسکو پسند کرو منگا کر آزماؤ اور ہماری سچائی کی داد دو۔

اکسیر تسہیل ولادت اس کا کام نام سے ظاہر ہے ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آ سکتا اسکو سچا غمگسار پاؤگے۔ بر موقع اس کے استعمال سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد تولید جو زچہ کو دو دو چار چار دن تک درد سے سخت بے چینی رہتی ہے۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے وہ درد بھی اس کے استعمال سے جاتا رہتا ہے قیمت معہ محصولڈاک عگما

اکسیر نزلہ زکام خواہ نیا ہو یا پرانا اللہ کے فضل سے ایک دو دن میں ہی آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت معہ محصول عمر

نسوار بےنظیر دماغ بند رہتا ہو ناک سے چھچھڑے آتے ہوں۔ یا بدبو آتی ہو۔ تو یہ نسوار ان شکایات کے رفع کرنے میں واقعی بے نظیر ہے قیمت فی تولہ ۱۲ر معہ محصولڈاک

اکسیر داد داد کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ داد خواہ کیسی جگہ ہو چند دنوں میں بفضل خدا آرام آجاتا ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک عمر

دلپذیر ہیر آئل بالوں کے لگانے والا خوشبودار تیل ہے دماغی کام کرنے والوں کیلئے اکسیر ہے۔ دل کو سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغ کو معطر رکھتا ہے قیمت معہ محصول عمر

مجربات منظور بیکاروں اور کم آمدنی والوں کیلئے عموماً ایک دولت کا چشمہ ہے۔ جسمیں طبی انمول جواہرات کے علاوہ بعض بعض ایسی ایسی دستکاریاں بھی بتلائی گئی ہیں۔ جو سینکڑوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں حاصل ہو سکتیں۔ قیمت صرف پانچ روپیہ معہ محصولڈاک۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنی ضروری ہے۔

ڈاکٹر منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر رسالو والی (راولپنڈی)

نوٹس

ہمیں کسی ایک خارجی ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے برادران سید محمد شاہ۔ لال محمد۔ منصب علی کو کو ہمارے دشمن ہم سے برخلاف کرنے کیلئے بڑی کوشش کر رہے ہیں۔ اور باہمی تنازعہ ڈالنے کی نیت سے اکسا رہے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ بروئے دستاویز واقعہ ۱۸ر اگست ۱۹۰۷ء کو جو والد ماجد نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کی غرض سے اپنی تمام جائیداد حصہ رسدی برابر برابر تقسیم کر کے برادران موصوف سے فارغ خطی حاصل کی تھی درست نہیں ہے۔ یا مابعد والد صاحب نے اور بھی جائیداد پیدا کی ہے وغیرہ وغیرہ جو عبد الغفور و عبد الشکور کے پاس ہے۔ اگرچہ ہمیں برادران کی طرف سے کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔ مگر ہم اپنی پوزیشن صاف کرنے کی غرض سے یہ بات علی الاعلان ظاہر کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ بروئے دستاویز مذکور تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ متعلقہ والد صاحب ہم سب برادران میں تقسیم ہو چکی ہوئی ہے۔ اور ہم سب اپنے اپنے حصہ پر متصرف اور قابض ہیں۔ اور اس کے علاوہ والد صاحب کے پاس اور کوئی جائیداد نہیں تھی۔ اور نہ ہی اسکے بعد انہوں نے کوئی نئی جائیداد پیدا کی ہے جسکے متعلق والد صاحب نے واقعہ ۱۹ر کتک سمت ۱۹۷۳ کے وصیت نامہ جو رجسٹری شدہ ہے۔ میں مفصل حقیقت کھول دی ہوئی ہے۔ اور تب سے لیکر ہمارے پاس بحالت گوشہ نشینی والد صاحب نے اپنا قیام رکھا ہوا ہے۔ جنکی ہمیں از حد برکت و فخر ہے۔ والدہ ماجدہ بھی اوسی وقت سے ہمارے پاس رہیں۔ جو عرصہ تین سال ہوئے وفات پا چکی ہیں۔ اسوقت والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ جنکی عمر اسی سال سے تجاوز کر چکی ہے اور ہمیشہ بیمار رہتے ہیں۔ لہذا بطور نوٹس ہم اپنے مندرجہ برادران کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ اس وقت اگر ان کو کوئی جائیداد والدین میں شبہ باقی ہے۔ تو والد صاحب سے دریافت کر کے اپنی تسلی کر لیں۔ مابعد ہمارے ساتھ تنازعہ کرنے کا ان کو کوئی حق نہ ہوگا۔ اگر ہماری ذات سے کسی بات کا تعلق یا اعتراض

349

کستوری کی گولیاں

اس کی بے نظیر خوبیوں کے متعلق ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی جیسے واجب الاحترام بزرگ لکھتے ہیں۔ کہ یہ گولیاں مجھے نہایت فائدہ مند ہوئیں اعصابی کمزوری اور دور سر جاتی رہی۔ نزلہ کی شکایت دور ہو گئی۔ بھوک کھل گئی۔ رات کے اٹھنے کے وقت جو سستی ہوتی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ میرے گھر ایک روز سردی سے بخار آنیکا مقدمہ ہوا۔ ایک گولی کھلادی۔ وہ بالکل تندرست ہیں۔ غرضکہ یہ گولیاں مرد عورت جوان و پیر کے لئے بہت مفید ہیں۔ اور بدرجہ غایت مقوی ایک ماہ کی خوراک صرف ۵ر۔ علاوہ محصولڈاک۔ مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

نئی نئی کتابیں

شدھی ہوئی ار ۔ تحفۂ علم ار ۔ حق آوازہ ۸ر ۔ گورو بچن اسلامی شادی ۲ر ۔ مہدی دی بندی ۸ر ۔ کامن راجیکی ار ۔ کامن راج بی بی ۲ر ۔ چھٹے فرانا نولئے ۸ر ۔ لکھیاں کون شادے ۲ر ۔ سرمہ مہدی ۸ر ۔ جہاز مہدی ار ۔ تار مہدی ۔ ۔ پیچان مہدی ۸ر ۔ جنگ مقدس ۱۲ر ۔ تجرید بخاری مترجم مشے ۔ آئینہ کمالات اسلام ۳ مجلد ۴ر ۔ ازالہ اوہام مکمل ۳ مجلد ۲ر ۔ قرآن آسمانی ۵ر ۔ نوٹ سلسلہ کی تمام کتب بالخصوص پنجابی نظموں کے ملنے کا پتہ۔ نصیر بک ایجنسی۔ قادیان

مسلمانوں کی امداد کا غیبی فرشتہ

آل انڈیا میوچل مسلم فیملی ریلیف فنڈ ایسوسی ایشن لاہور

سینکڑوں روپیہ مستقل آمدنی

ہر شہر اور ہر قصبہ میں مسلمان ایجنٹوں کی ضرورت ہے

سینکڑوں روپیہ کی امداد

ہر مسلم مرد عورت ممبر ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔ ۵ر کا ٹکٹ بنام جنرل مینیجر روانہ کر کے قواعد و ضوابط طلب کریں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

سال یکم فروری ۱۹۲۴ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۲۵ء کی کاغذوں کی ردی کی خریداری کے لئے ٹینڈرز دفتر صاحب کنٹرولر آف سٹورز مغلپورہ لاہور کی خدمت میں ۲ بجے بروز سوموار بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۲۴ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔ جنرل سٹور ڈیپو مغلپورہ لاہور سے سال بھر میں تقریباً تین ہزار ۸ سو ہنڈرڈ ویٹ ردی بہ تفصیل ذیل مل سکیگی۔

معمولی ردی کاغذات تین ہزار ہنڈرڈ ویٹ

چھپے ہوئے کاغذات کی ردی ۸ سو ہنڈرڈ ویٹ

صاحب کنٹرولر آف سٹورز سے درخواست کرنے پر ٹینڈروں کی فارم مبلغ ۵ر ادا کرنے پر مل سکتی ہیں۔ صاحب کنٹرولر آف سٹورز کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر کسی وجہ کے ظاہر کرنے کے کسی ٹینڈر کو نامنظور کر دے۔

سی۔ ایف۔ ٹلکر کنٹرولر آف سٹورز نارتھ ویسٹرن ریلوے — دفتر کنٹرولر مغلپورہ لاہور مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء

ناطہ درکار ہے

ایک لڑکا عمر ۱۹ سال قوم ترکھان والدین احمدی اسکا بڑا بھائی مع بیوی احمدی ہے۔ خواندہ اور ماہوار آمدنی ۵۵ روپیہ تک ہے۔ آجکل کام شیخوپورہ میں کرتا ہے۔ اگر کوئی بار ترکھانوں میں رشتہ ہو تو حسن الدین احمدی معرفت مستری احمد حسین

اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو

حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا دوست اور دشمن سب مانتے ہیں۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ ہے۔ جسمیں موتی و ممیرہ وغیرہ قیمتی اشیاء پڑتی ہیں۔ اور کارخانہ نور نے بڑی محنت و شوق و اہتمام سے تیار کرایا ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ پھولہ۔ جالہ۔ پانی بہنا و ضعف بصر۔ پڑبال ابتدائی موتیابند۔ غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اسکے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی تولہ ۱ علاوہ محصولڈاک جو سال بھر کیلئے کافی ہے۔

تازہ شہادت:۔ جناب سکینۃ النساء صاحبہ ہیڈ مسٹرس قادیان گرلز سکول لکھتی ہیں کہ میری آنکھوں سے زیادہ مطالعہ کرنے سے پانی بہتا تھا۔ اور خارش ہوتی تھی۔ الحمد للہ کہ آپ کے اس سرمہ کے سرمہ سے بہت کچھ فائدہ ہے۔ اور بینائی بھی بڑھتی محسوس ہوتی ہے۔ خاصکر کثرت مطالعہ کی جسے عادت ہو اسکے لئے یہ خاص نعمت ہے۔ خدا تعالیٰ آپکو اعلیٰ رتبہ اور اس مفید نعمت کے ایجاد کا صلہ عطا فرماوے۔ مجھے ممیرہ اتنا مفید ثابت نہ ہوا جتنا کہ یہ مومنوں کا سرمہ۔ پتہ

(مینیجر اخبار نور۔ قادیان)

یک لخت بارہ لاکھ احمدی

ایک سال میں بارہ لاکھ احمدی بنانیکی آسان ترکیب یہ ہے کہ کتاب محقق منگوائیں۔ اور کسی غیر احمدی کو پڑھنے کیواسطے یہ کہکر دیدیں کہ پڑھکر واپس کر دیجئے تقاضا کرتے رہئے۔ جب وہ پڑھ چکے تو اور کسی کو دیدیجئے۔ انشاء اللہ ہر ایک پڑھنے والوں میں ایک سعید روح صداقت احمدیت کے آگے سر جھکا کر احمدی ہو جائیگی۔ کیونکہ اس کتاب میں صداقت احمدیت پر ۱۲۱ زبردست دلائل درج ہیں جنکی تردید کرنیوالے کو ۱۲۱ روپیہ انعام مقرر ہے۔ یہ کتاب ۱۳۴۱ھ میں لکھی گئی۔ جو اس قدر مقبول ہوئی کہ ۱۲۱ گھنٹے میں فروخت ہو گئی۔ اس مرتبہ اضافہ کیا نیز نہایت اعلیٰ لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ پر تیار ہوئی ہے۔ پہلے ۷۲ صفحہ تھے اب پانسو ہو گئے ہیں۔ مگر قیمت میں صرف ۴ر اضافہ کیا ہے۔ مجلد کی قیمت عہ جیبی تقطیع جزبندی کی جلد تاکہ جیب میں رہ سکے۔ احمدی کتب کا خلاصہ اسمیں موجود ہے۔ پھر شرط ہے اگر ناپسند ہو۔ تو کتاب واپس کر کے اپنی قیمت منگوا لو۔

(مینیجر رسالہ محقق کوچہ پنڈت۔ دہلی)

مختصر خبریں

—— پارلیمنٹ کے نئے انتخاب کے سلسلہ میں سابق وزیر اعظم مسٹر بالڈون مستعفی ہو گئے۔ اور ان کی وزارت ٹوٹ گئی۔ نئے وزیر اعظم مزدور پارٹی کے لیڈر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ مقرر ہوئے۔ جنہوں نے اپنے تقرر کے بعد دو گھنٹہ کے اندر اندر اپنی وزارت مرتب کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس وزارت میں مسٹر سڈنی الیور وزیر ہند مقرر ہوئے۔ اور لارڈ چیمسفورڈ سابق وائسرائے ہند) وزیر بحر بنائے گئے ۔

—— لنڈن کی ۱۸ر جنوری کی خبر ہے۔ کہ دیوان عام میں اعلان کیا گیا ہے۔ لنکا میں آئینی اصلاحات کے لئے ۹ر دسمبر کو حکم پاس ہوا تھا۔ جو حال میں گورنر لنکا کے پاس بھیجدیا گیا ہے ۔

—— موسیو لینن کے متعلق جو روس کی بالشویکی جماعت کے صدر تھے۔ پھر خبر ہے۔ کہ فوت ہو گئے ہیں۔

—— شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی ۱۹ر جنوری کو تلاشی ہوئی۔ صبح ۹ بجے مسٹر جیفرے سپرنٹنڈنٹ پولیس مع دیگر پولیس آفیسروں اور ۹۰ سپاہیوں کے جو صرف لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ دربار صاحب پہنچے۔ سکھ پہرہ دار نے ان کو روکا۔ مگر وہ نہ رُکے۔ پھر دوسرا پہرے دار مزاحم ہوا۔ اس کو سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ جب احاطہ میں پہنچے تو نصف جمعیت کو محاصرہ پر متعین کیا۔ اور باقی چار چار ۔ پانچ پانچ کی قطار میں راستوں پر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ست سری اکال کے نعروں، بگل اور نقارہ کے بجنے سے ایک ہزار کے قریب اکالی اکٹھے ہو گئے۔ اکالیوں نے پولیس کی لاٹھیاں چھیننے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ [illegible] پولیس کے پاس بندوق نہ تھی۔ البتہ کوتوالی [illegible] دروازے کے باہر مسلح جمعیت موجود تھی۔ اکالیوں [illegible] زیادہ تر مسٹر جیفرے پر تھا۔ جنہیں اشتعال دلانے کی بھی کوشش کی گئی۔ مگر انہوں نے ضبط سے کام لیا۔ [illegible] ان کا کوٹ بھی پھٹ گیا۔ آخر تلاشی شروع ہوئی [illegible] وقت معزز سکھوں کے علاوہ ایک مجسٹریٹ ۔ اور سی آئی ڈی کے دو تین افسر بھی تھے۔ ۲ بجے تک پولیس نے ضروری ریکارڈ اکٹھا کر لیا۔ اور چھ صندوقوں میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ ۲۰ر جنوری کو اکالیوں اور مجسٹریٹ کی موجودگی میں صندوقوں کو کھولا گیا۔ کاغذات کی دیکھ بھال ہو رہی ہے۔ اس تلاشی میں کوئی نقدی وغیرہ نہیں ملی۔ اور یہ بھی خبر ہے۔ کہ تلاشی کے خیال سے اکالی دل کے کاغذات بھی ایک دو روز پہلے اٹھا لئے گئے تھے ۔

—— ۲۲ر جنوری کو بنگال کی جدید قانونی کونسل کا اجلاس شروع ہوا۔ سوراجیہ ممبروں نے حلف اطاعت اٹھایا۔ جب مسٹر داس نے حلف اٹھایا۔ تو اعتدال پسند ممبروں نے تالیاں بجائیں۔ تمام سوراجی ممبر کھدر پوش تھے۔ ایک پاؤں سے بھی ننگا تھا ۔

—— گورو کے باغ کے مہنت سندر داس نے سر گنگا رام لاہور اور شرومنی گوردوارہ کمیٹی امرت سر کے خلاف ایک مقدمہ بغرض فوری سماعت داخل کیا ہے۔ سر گنگا رام نے گورو کے باغ کی زمین ٹھیکے پہ لے کر ۱۹۲۲ء میں اکالیوں کو دی تھی۔ اور اس طرح گورو کے باغ کے جھگڑے کا خاتمہ ہوا تھا۔

—— پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات سالانہ حسب ذیل تاریخوں سے شروع ہونگے۔ انٹرمیڈیٹ + بی۔ اے بی۔ ایس۔ سی + ایم۔ اے اور ایم۔ ایس۔ سی ۱۴ر اپریل۔ السنہ ہند۔ ۱۵ر مئی السنہ مشرقیہ ۔ ۸ر مئی ۔ بی۔ ٹی + ۱۷ر مارچ ۔ زراعت یکم مئی ۔ قانون ۲ر جون طبی (اول اور دوم پروفیشن ۱۹ر مئی ۔ تجارت ۵ر مئی ۔

—— "ہندو گزٹ" ہردوار لکھتا ہے۔ ہردوار میں ۳ر جنوری کی رات کو بھگوان (ہندوؤں کا خدا) کے زیورات اور اوشدھالیہ کا کچھ سامان چوری ہوا۔

—— بمبئی میں پورٹ ہیلتھ آفیسر نے ۲۲ر جنوری کو اعلان کیا ہے۔ کہ جہاز نندیرا پر جو ۲ر فروری کی صبح کو بمبئی پہنچنے والا ہے ۔ اس کے انگلستان سے روانہ ہونے کے وقت سے ایک سو سے زیادہ کیس انفلوئنزا کے ہو چکے ہیں ۔ اس کو گھاٹ تک آنے کی اجازت نہ ہوگی ۔ بلکہ کوارنٹین میں رکھا جائیگا۔ اور صرف بمبئی کے مسافروں کو اُترنے کی اجازت دیجائیگی

—— خبر ہے ۔ کہ سر تیج بہادر سپرو کو صوبجات متحدہ کا گورنر بنایا جائے گا ۔ اسی سلسلہ میں سر موصوف ایک ہفتہ سے ناگپور میں مقیم اور صوبہ کے حالات کے مطالعہ میں مشغول ہیں ۔

—— کلکتہ کے مسلم یتیم خانہ کے ایک حصہ کے گرنے سے بہت سے یتیم ہلاک ہوئے تھے۔ اس کی وجہ مکان کی تعمیر میں نقص قرار دے کر مکان بنوانے والے ٹھیکیدار پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ مجسٹریٹ نے ملزم کو مجرم قرار دیتے ہوئے چھ ماہ کی قید بامشقت اور ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ۔

—— پنجاب کونسل کی مالی کمیٹی نے کثرت رائے سے پنجاب کے تین شہروں ۔ گجرات ۔ کیمبل پور ۔ لائل پور ۔ میں گورنمنٹ کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جہاں ایف اے تک تعلیم دی جائیگی ۔

—— الہ آباد کی ایک خبر مظہر ہے ۔ کہ پنڈت کپل دیو مالوی مشہور نان کو اپریٹر نے وکالت شروع کر دی ۔

—— سر مالکم ہیلی ہوم ممبر گورنمنٹ ہند جن کے پنجاب کا آئندہ گورنر مقرر کئے جانے کا اعلان ہو چکا ہے ۲۳ر جنوری کو لاہور تشریف لائے ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کی یہ آمد اکالی ایجی ٹیشن کے متعلق تھی ۔

—— انگلستان کی نئی وزارت کے ارکان کے مختصر حالات یہ شائع ہوئے ہیں ۔ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم ۱۲ سال کی عمر میں کاشتکاری کا کام کرتے تھے ۔ مسٹر کلائنز لیڈر آف ہوس آف کامنز ۔ دس سال کی عمر میں نصف دن کارخانہ میں کام کرتے تھے ۔ مسٹر تھامس وزیر آبادیات انجن صاف کرتے تھے ۔ مسٹر ایڈمسن وزیر سکاٹ لینڈ ۔ مسٹر شاء وزیر مزدوری کارخانہ میں نصف دن کام کرتے تھے۔ مسٹر جوویٹ کمشنر محکمہ تعمیرات ۔ ۸ سال کی عمر میں نصف وقت کام کرتے تھے۔ مسٹر جان وہیٹلے وزیر حفظ صحت کی غربت کا یہ عالم تھا ۔ کہ لنکاشائر میں کئی سالوں تک تجرد کی زندگی بسر کرتے رہے ۔ مسٹر اریکس نائب وزیر ہند چھاپہ خانہ میں ملازم رہے مسٹر سٹوئرٹ کی حجامت بنانے کی دوکانیں تھیں ۔ ۱۴ سال کی عمر میں وہ باپ کی دوکان پر کام کرتا تھا ۔ مسٹر ڈیوس سٹرکیں کوٹنے والے کا لڑکا ہے ۔ اسکے مکان میں نہ تو فرش لگا ہوا ہے ۔ اور [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)